اندازِ نظر

نذیر ناجی۔۔۔۔

درد کی آنچ

یہ اتنا بڑا واقعہ ہے کہ ہمیں کیا؟ ابھی تک غیروں کو بھی ہضم نہیں ہو رہا۔ مغربی میڈیا "معاہدہ اسلام آباد" کی کامیابی کے بارے میں طرح طرح کے خدشات کا اظہار کر رہا ہے۔ ہمارے اندر بھی بے شمار مہربان انگشت بدنداں ہیں کہ ان کی تمام تر کرم فرمائیوں کے باوجود یہ سب کچھ ہو کیسے گیا؟ وہ ساری قوتیں جو افغانستان میں آگ و خون کا کھیل جاری رکھنے پر تلی تھیں انہیں اپنے گراؤنڈ ورک پر اتنا یقین تھا بلکہ ہے کہ افغانوں کی خانہ جنگی ختم ہو ہی نہیں سکتی۔ اور سچی بات ہے کہ ان کا کام بھی تھا کافی مضبوط! کون سا غلط تصور تھا جسے یہاں حقیقت بنا کر پیش نہیں کیا گیا؟ ایک مثال ہی دیکھ لیں جنگِ مجاہدین لڑتے رہے نجیب نے ہار مانی تو اسکا کریڈٹ دوستم کو دینے کے لئے سارا مغرب یک زبان ہو گیا۔ اسکا "بیس ہزار ملیشیا" دریافت کیا گیا۔ یہ تھیوری پھیلائی گئی کہ دوستم کو اقتدار میں برابر کا حصہ نہ دیا گیا تو حالات پر مجاہدین کی گرفت نہیں رہے گی۔ بلکہ غیر پختون علاقے الگ ہو جائیں گے۔ مغرب کا تو ایک مقصد تھا وہ یہ کہ مجاہدین متحد ہو کر افغانستان میں کوئی مستحکم حکومت قائم نہ کر لیں۔ ایک پرامن افغانستان جس پر مجاہدین کی حکومت ہو اور اسکے پاس اسلحہ کے وہ بے پناہ ذخائر ہوں جو روسی اپنے پٹھوؤں کے لئے چھوڑ کر گئے تھے کئی جگہ خوف و ہراس کا باعث بن رہا تھا۔ منصوبے یہ تھے بلکہ اب بھی ہیں کہ افغانستان میں ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ یو این کے پردے میں وہاں مغربی اور بھارت کی افواج اتارنے کا جواز "تیار" ہو جائے اور پھر یہ سارا اسلحہ تباہ کر دیا جائے۔ افغانستان میں سات سو تو صرف سکڈ میزائل پڑے ہیں۔ یہ بے پناہ اسلحہ پاکستان کی دوست حکومت کے تصرف میں ہو تو پاکستان اور بھارت کی قوت قریب قریب برابر ہو جاتی ہے۔ اللہ کی قدرت دیکھیئے کہ جس دن دہلی کے حکمران اپنے تیارہ کردہ ٹینک "ارجن" کی آزمائش پر خوش ہو رہے تھے اسی رات پاکستان کے ایوان وزیر اعظم میں ایک کاغذ تیار ہو رہا تھا۔ اس ایک کاغذ نے لالہ جی کی تمام خوشیاں ملیامیٹ کر دی ہوں گی۔ اس کاغذ کا نام "معاہدہ اسلام آباد" ہے اہلِ پاکستان سے التماس ہے کہ اس معاہدے پر کامیابی کے ساتھ عمل درآمد کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعائیں کریں۔ کیوں کہ اس کی کامیابی میں وسطی ایشیاء سے لے کر برصغیر تک مسلمانوں کے لئے تقویت اور سلامتی ہے۔

میرے بعض کرم فرما یہ ضرور سوچیں گے کہ "آج اسے کیا ہو گیا ہے کہ کابل میں بنیاد پرستوں کے تسلط پر یہ خوشیوں کا اظہار کر رہا ہے؟" ان کرم فرماؤں سے میری درخواست ہے کہ وہ اپنی ارد گرد کی دنیا کو دیکھیں اور بتائیں کہ میں "مسمی نذیر ناجی ولد چراغ الدین مذہب اسلام لبرل ماڈریٹ بن کر رہ سکتا ہوں؟"

کیا میں بھارت کے کانگرسی مسلمانوں سے زیادہ لبرل ہو سکتا ہوں؟ ان میں سے تو کئی ایسے بھی تھے جو مذہب کو پرانے زمانے کی چیز قرار دے کر اس سے لاتعلقی کا اعلان کرتے تھے لیکن ان کے یہ سارے جتن کسی کام نہ آئے۔ مارنے، لوٹنے اور گھر جلانے والوں نے صرف ایک چیز دیکھی کہ اس کا نام کیا ہے؟

کیا میں جارج بش اور یاسر عرفات کی گوریلا تنظیموں سے زیادہ لبرل اور سیکولر ہو سکتا ہوں؟ لیکن دنیا نے یہ مانا۔ ان کے لئے بھی وہی ہے جو کہ فنڈامنٹلسٹوں کے لئے ہے۔

کیا میں بوسنیا کے مسلمانوں سے زیادہ لبرل اور مغربی تہذیب میں ڈھل سکتا ہوں؟ ان کی تو بود و باش، باس، مکان، عادات، ہر چیز عیسائیوں کی طرح ہے۔ وہ بیچارے صرف نام کے گناہ گار ہیں۔ ان میں سے بہت کم ہیں جو کلمہ طیبہ سے زیادہ کچھ جانتے ہیں وہ تو اور بھی کم ہیں جو مسجد میں جاتے ہوں۔ خود مغرب والے بھی ان پر بنیاد پرستی کا الزام نہیں لگاتے۔ لیکن ساری غیر مسلم دنیا ان کی نسل کشی پر کمر بستہ ہے۔ یہ حرامی یورپ اور امریکہ والے دکھانے کیلئے پابندیوں، مذاکرات اور امداد کے ڈرامے لگا رہے ہیں۔ اندر اندر قاتل اور درندے عیسائی گروہوں کو ہر قسم کی سپلائی جاری ہے جبکہ مسلمانوں کو اس برفانی موسم میں کپڑے دوائیں اور خوراک نہیں پہنچائی جا رہی۔ دس پندرہ لاریاں سڑک پر کھڑی کر کے رکھی ہوئی ہیں جو روز ٹی وی پر دکھا دی جاتی ہیں۔ "یو این بے بس ہے" پھر امریکہ نے ڈرامہ لگایا کہ ہم طیاروں سے امدادی سامان گرا رہے ہیں مجھے تو یہ بھی صرف میڈیا کے لئے "شوٹنگ" لگتی ہے۔ کیونکہ مبینہ طور پر گرایا گیا سامان کسی کو نہیں ملا۔ یہ ڈرامے نیم دلی کے ساتھ احتجاج کرنے والے مسلمان حکمرانوں کی مدد کے لئے ہو رہے ہیں کہ ان کے عوام میں بے چینی نہ بڑھے اور حالات ان حکمرانوں کے لئے خراب نہ ہوں۔

اس دوران شہروں اور قصبوں کو برباد کر کے مسلمانوں کو ملیا میٹ کیا جا رہا ہے۔ چنگیز خان کی "وحشی" افواج تو صرف قتل یا لوٹ مار کرتی تھیں۔ یہ دوزخی درندے بھوک اور پیاس سے تڑپا کے مارتے ہیں۔ بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کو سردی میں ٹھٹھرا کے مارتے ہیں۔ اس درندگی کا شکار ہونے والوں کا واحد جرم یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں جو "لبرل" ابھی تک اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ تہذیب یافتہ مغرب صرف اسلامی فنڈامنٹلسٹوں کے خلاف ہے۔ وہ حقیقت کو اس کے اصل روپ میں دیکھیں۔ مغرب نہ "تہذیب یافتہ" ہے اور نہ کسی "لبرل" مسلمان کا دوست، یہ سب حکمت عملی کے چکر ہیں۔ انکی اندرونی لغت میں یہ درج ہے کہ "جو مسلمان ہے وہ فنڈامنٹلسٹ ہے" میں اپنے مذہبی ٹھیکیداروں کی نظر میں خواہ کتنا بھی گناہ گار قرار پاؤں نیو ورلڈ آرڈر میں فنڈامنٹلسٹ ہوں۔ اس کے لئے میرا حکمت یار قاضی حسین احمد ہونا ضروری نہیں۔ صرف نذیر ناجی اور کلمہ گو ہونا کافی ہے۔ اس حوالے سے میری اور حکمت یار کی تقدیر ایک ہے۔ یہ آج کے دور کا جبر ہے۔ میں اپنی تقدیر سے انکار کیسے کروں؟

وہی یو این او بوسنیا میں اپنی بے بسی کا اظہار کر رہی ہے۔ کویت کے مسئلے پر راتوں رات اتنی طاقتور کیسے ہو گئی تھی کہ عراق جیسی فوجی قوت کو تباہ و برباد کر کے رکھدیا۔ صومالیہ میں کون سی قیامت آ گئی تھی کہ جو اتنی بڑی تعداد میں وہاں اسلحہ اور افواج اتار دیئے گئے۔ یاد رہے صومالیہ کے ایک بہت چھوٹے حصے میں خانہ جنگی ہو رہی تھی اور سے محض عالمی دباؤ کے ذریعے ہی ختم کرنا ممکن تھا لیکن مسلمانوں کے خلاف نیو ورلڈ آرڈر کے منصوبے پورے کرنے کے لئے خلیج کے بعد افریقہ کے ناکے پر بھی فوجی اڈے قائم کرنا مطلوب تھے۔ لہٰذا وہاں بھی یو این او کو فوراً فوجیں دستیاب ہو گئیں۔ مگر بوسنیا کے لئے نہ تو نیٹو کے پاس فوجی ہیں اور نہ امریکہ کے پاس۔ اور دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے جو چند دستے وہاں بھیجے گئے ہیں انہیں بھی فائر کھولنے کی اجازت نہیں۔ ان کی حیثیت

محض تماشائی کی ہے اور سرب ان کی آنکھوں کے سامنے وحشت و درندگی کے مظاہرے کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اسی اقوام متحدہ کی فوجیں صومالیہ میں ہوتی ہیں تو ننگے اور نہتے آدمی پر بھی گولیوں کی بوچھاڑ کر کے اسے بھون دیا جاتا ہے۔

مجھے تو اب یہ دنیا کسی عالمی اصول اور اخلاق کی پابند نظر نہیں آتی۔ جب تک طاقتوں کے دو بلاک تھے تو آپس کے مقابلے کے لئے انہوں نے کچھ نعرے بنا رکھے تھے اور ان کے نام پر اپنے اپنے بلاک کے مفادات کو آگے بڑھاتے تھے مگر جب سے امریکہ کو واحد فوجی قوت کی حیثیت حاصل ہوئی ہے یہ رسمی نعرے بھی باقی نہیں رہے۔ اور دوسری بات جو سامنے آئی وہ یہ ہے کہ اس نئے دور میں مسلمان ملکوں کو بطور خاص نئے عالمی شکاریوں کا ہدف بنا لیا گیا ہے۔ اور میرے خیال میں اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ مسلمان ہی اس قابل ہیں جو منظم ہو جائیں تو ایک بڑی قوت میں بدل سکتے ہیں۔ لیکن عالمی شاطروں نے ان کے اتحاد کے راستوں میں اتنی بارودی سرنگیں رکھ دی ہیں کہ مستقبل قریب میں مجھے تو ان کے اتحاد کا خواب شرمندہ تعبیر ہوتا نظر نہیں آتا۔ جب اتنے بڑے پیمانے پر عالمی سازشیں کارفرما ہوں تو افغانستان میں امن قائم کرنے کے لئے ایک معاہدہ طے کرنے میں کامیاب ہو جانا ایک معجزے سے کم نہیں۔

میں اس معاہدے کو ایک اور نظر سے بھی دیکھتا ہوں۔ افغانستان میں برسرپیکار گروہوں کے مابین ہر قسم کے اختلافات موجود تھے۔ یہ اختلافات سیاسی بھی تھے فرقہ وارانہ بھی، نسلی بھی اور لسانی بھی۔ لیکن آخر کار ان پر قابو پا لیا گیا۔ باقی مسلم دنیا کے اختلافات کی نوعیت بھی قریباً وہی ہے اگر اتنا خون بہہ جانے کے باوجود افغان قوم کسی معاہدے تک پہنچ سکتی ہے تو یہی مائیکرو ماڈل باقی کی وسیع ترین مسلم دنیا کے لئے مثال کیوں نہیں بن سکتا؟

جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں مغرب والے اس معاہدے پر بری طرح بے چین ہوں گے اور اسے ناکام بنانے کے لئے وہ گندی سے گندی حرکت کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ یہ بات ان کے لئے قابلِ برداشت ہی نہیں کہ افغانستان میں امن بھی ہو جائے اور وہاں پر موجود اسلحہ کے ذخیرے محفوظ بھی رہ جائیں۔ اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ کسی افغان قائد کی زندگی سے کھیل کر اس کا الزام دوسرے گروہ پر لگایا جا سکتا ہے۔ اور پھر اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ابتدائی جھڑپیں کرا کے انہیں تصادم کی آگ میں دھکیلا جا سکتا ہے۔ یہ عالمی شاطر ایران اور سعودی عرب کو بھی افغانستان میں ایک دوسرے کے ساتھ برسرپیکار کرنے کی سازشیں کریں گے اور خود پاکستان بھی ان کی کرم فرمائیوں سے محفوظ نہیں رہ پائے گا۔ نواز شریف کو یہ معاہدہ کرانے کے جرم کی سزا دینے کے لئے کئی حربے استعمال ہوں گے۔ خود پاکستان اور افغانستان کے درمیان بھی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش ہو گی۔ خاص طور پر دوستم کے مسئلے پر کافی چنگاریاں لگائی جا سکتی ہیں۔ پاکستان کی بیوروکریسی میں امریکہ کی زیرِ اثر لابی ابھی تک دوستم کے لئے ہمدردیاں رکھتی ہے یہ شخص خود کچھ نہیں اسے افغان مجاہدین کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔ تو وہ اس کے ساتھ اپنی مرضی سے معاملات طے کر لینے کی پوزیشن میں ہیں لیکن امریکی اشاروں پر یہ ممکن ہے کہ پاکستان سے کوئی لابی دوستم کے حق میں مجاہدین پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کرے اور اس طرح بگاڑ کی صورت حال پیدا کر دے۔ دوسری طرف احمد شاہ مسعود کو گمراہ کرنے کے لئے بھی کوششیں کی جائیں گی۔ امید تو یہی ہے کہ یہ شیر دل مجاہد مسلمانوں کے اتحاد میں رخنے ڈالنے والی سازشوں کا شکار نہیں

ہو گا۔ اور گلبدین حکمت یار کے ساتھ طالب علمی کے زمانے سے لیکر اب تک کے حساب چکانے کے بجائے مستقبل کی طرف دیکھے گا لیکن دشمن کی طاقت کا بھی غلط اندازہ نہیں کرنا چاہیے۔

شاید آپ کو یہ دور کی کوڑی نظر آئے لیکن مجھے تو شک ہے کہ عالمی شاطروں نے معاہدہ اسلام آباد پر اپنے رد عمل کا اظہار بمبئی میں کیا کیونکہ عین اس وقت جبکہ پاکستان سے استحکام کی ایک لہر وسطی ایشیاء کی طرف بڑھنے لگے لئے اٹھی، بمبئی میں دھماکے کرا کر بھارت میں رد عمل پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ ادھر سے عدم استحکام کی کوئی لہر پاکستان کی طرف چھوڑی جائے۔ مجھے یہ شک ہے کہ بمبئی کے دھماکے سی آئی اے یا موساد کے کارنامے ہیں اب اس کے جواب میں اول تو بھارتی ہی پاکستان میں جوابی دھماکے کرادیں گے ورنہ ہماری طرف بھی سے یہ خدمت سی آئی اے خود انجام دے گی تاکہ ہم بھارت کو الزام دیں۔ فریب کاری اور سازشوں کی اس بے رحم دنیا میں تیسری دنیا کے لوگ کیا حیثیت اختیار کرتے جا رہے ہیں؟

اب فنڈامنٹلزم یا بنیاد پرستی کے خلاف منظم مغربی مہم کا جائزہ لیں۔ یہ اس فلسفے کی پیداوار ہے کہ "پہلے کسی کو برا نام دو اور پھر اسے سزا دے دو"۔ ہم میں سے بہت سے لوگوں نے تو یہ الزام خوشی سے اپنے سر لے لیا ہے حتیٰ کہ چیف جسٹس آف پاکستان نے یہ اعلان کر دیا کہ "میں بنیاد پرست مسلمان ہوں"۔ یہ کوئی غور نہیں کرتا کہ اسلام کی تاریخ میں بنیاد پرستی نام کی کوئی شے نہیں ہے۔ یہ عیسائی تاریخ سے جنم لینے والی اصطلاح ہے۔ اسکے مفہوم کا تعین بھی اسی کے حوالے سے ہوتا ہے۔ مولانا زاہد الراشدی جو اب سیاست سے عملاً لاتعلق ہو گئے ہیں ان کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔ "بنیاد پرست سب سے پہلے ان پادریوں کو کہا گیا جو یورپ میں بادشاہت اور کلیسا کے مظالم کے خلاف جمہوری انقلاب کی جدوجہد کے ادوار میں "بادشاہ" کے ساتھ تھے اور عوام پر بادشاہ اور جاگیردار کے مظالم کی حمایت کرتے تھے"۔

صرف یہی نہیں بلکہ سائنسی مشاہدات اور صنعتی ایجادات سے انکار کر کے ان پر کفر کے فتوے صادر کرتے تھے۔ وہ پادری جدید سائنسی ترقی اور عوامی حقوق کے خلاف فریق بن گئے۔ انہیں تاریخ میں بنیاد پرست کا خطاب ملا اور بادشاہ اور جاگیردار کے ساتھ ساتھ معاشرے پر ان پادریوں کے اقتدار کا سورج بھی ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ آج بھی مغربی لابیاں، عالم اسلام میں دینی بیداری کی تحریکات پر بنیاد پرستی کی پھبتی کستی ہیں تو ان کا مقصد اپنی رائے عامہ کو یہ باور کرانا ہوتا ہے کہ عالم اسلام کے علماء اور دینی رہنما دراصل اسی پادری کی طرح ہیں جسے مغربی رائے عامہ نے تین سو سال قبل مسترد کر دیا تھا۔ مغربی لابیاں ہمیں بنیاد پرست قرار دے کر اپنے ممالک کی رائے عامہ پر خوف مسلط کرنا چاہتی ہیں کہ عوام کو حقوق سے محروم کرنے والا اور سائنسی انکشافات اور ایجادات سے انکار کرنے والا پادری دوبارہ زندہ ہو رہا ہے۔ اس سے بچو اس کو روکو اور اس کو کسی ملک پر مسلط نہ ہونے دو ورنہ تمہارا وہ ظلم اور تاریکی کا دور واپس آجائے گا۔ کیا اسلامی تاریخ میں ایسا کوئی معرکہ ہوا؟ جب مسلمانوں نے علم و سائنس کی شمعیں روشن کیں تو سائنس اور علم دین میں کوئی تفریق نہ تھی بلکہ اسلام تو تسخیر کائنات اور حصول علم کو مومن کی ذمہ داری قرار دیتا ہے اور جب تک اسلام کی یہ حقیقی روح کارفرما رہی خود علماء ہی تحقیق و ترقی کے عمل میں پیش پیش رہے بعد میں ملوکیت کا دور آیا تو یہی بات ہے کہ اس میں سائنس اور صنعت کاری کی کوئی ایسی تحریک ہی

نہیں چلی جس میں علماء بنیاد پرست پادری کا کردار ادا کرتے۔ ہماری تاریخ میں یورپ کے صنعتی انقلاب کے عہد سے ملتا جلتا نہ کوئی عہد ہے اور نہ اس عہد کے رویوں کی نمائندگی کرنے والے کردار! ہمارے زوال کی داستان لمبی ہے۔ اور کرداروں کے نام بھی جدا ہیں۔

میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے علماء نے بنیاد پرست پادریوں والے کام نہیں کئے کہیں نہ کہیں تو سائنس اور ترقی کی مزاحمت ہوئی جو آج ہم پسماندہ ہیں۔ ملوکیت کے قدیم ادوار میں ترقی تو کی سطح اور رفتار زیادہ نہیں تھی پر ترقی کے معیار میں مسلمان بادشاہتیں دوسروں سے بہتر اور خوشحال ہی تھیں۔ یہی خوشحالی ان کی سہل انگاری اور عیش پرستی کا سبب بنی۔ یہی دور یورپ کی صنعتی و سائنسی ایجادات کا تھا۔ نئے ذرائع نقل و حمل اور جدید پیداواری طریقہ کار کی بدولت یہ یورپی مسلم بادشاہ کو زیر کر کے انکے ملکوں کو اپنی کالونیاں یا خود بادشاہ کو پٹھو بنانے میں کامیاب ہو گئیں۔ آبادیات کے اس دور میں علماء کا کردار عوام دوست رہا انہوں نے بیرونی حکمرانوں کی ہر اس کوشش کی مزاحمت کی جس سے وہ مسلمانوں کو ان کے دین اور تہذیب سے دور کرنا چاہتے تھے۔ برصغیر میں علماء کا یہ کردار بڑا نمایاں رہا۔ اس سلسلے میں ایک بات عرض کر دوں کہ بعض سائنسی ایجادات کی ان علماء نے مخالفت ضرور کی تھی میں بھی آج اس کا مذاق اڑاتا ہوں لیکن میری ذاتی رائے یہ ہے کہ وہ سامراج کے خلاف ان کی نفرت کا شاخسانہ تھا۔ جسکا اظہار لاؤڈ سپیکر اور کیمرے کی مخالفت کی شکل میں ہوا۔ گاندھی جی نے جدید ملوں کا کپڑا جلا کر لنگوٹی باندھ لی تھی۔ یہ ان کی بنیاد پرستی نہیں بیرونی غلبے کے خلاف اظہار نفرت تھا۔ گاندھی جی کے اپنے دلائل تھے۔ علماء نے اپنے دلائل بنا لئے تھے لیکن جس بناء پر وہ یہ کر رہے تھے وہ بنیاد پرستی نہیں بیرونی حکمرانوں کے خلاف ان کا جذبہ نفرت تھا۔ اکبر آلہ آبادی تو مولانا بھی نہیں تھے وہ بھی مغربی تہذیب کی علامتوں کی بھد اڑاتے تھے۔ درحقیقت ہر قوم کے اپنے تاریخی حوالے ہوتے ہیں اور عمل اور ردِ عمل کے مفہوم کا تعین بھی انہی حوالوں کے پس منظر میں کیا جا سکتا ہے۔

۵۰ء کے عشرے میں جب کمیونزم کے ساتھ طویل نظریاتی جنگ کا منصوبہ تیار کیا گیا تو مسلم دنیا کو اس کے خلاف صف آراء کرنے کے لئے اسلام کا نام استعمال کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اس دور میں اسلام کے نام پر ہمارے حلیف بننے والے حقیقت میں اسلام کے کتنے دوست تھے؟ اب تو جماعت اسلامی اور اخوان المسلمین کو بھی یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہ گئی کہ اسلام کی حقیقی دشمن مغربی قوتیں ہیں تو پھر کیوں نہ شک کیا جائے؟ جب اس دشمن نے اپنی ضرورت کے تحت ہمارے حلیف کا سوانگ بھرا تھا تو اس وقت بھی وہ ہمارا خیر خواہ کبھی نہیں رہا۔ بلکہ بد خواہ ہی رہا۔ عرب تو ناصر ازم کی لپیٹ میں آ کر روس کے بلاک میں چلے گئے تھے۔ پاکستان نے کیا کیا تھا؟ ہم تو فوجی معاہدوں میں بھی شامل ہوئے اور ملک میں جس نے ان کی مخالفت کی اس کا بھرتہ بھی بنایا لیکن پاکستان کو کبھی تین ہفتے سے زیادہ کی جنگی اہلیت کے قابل نہیں بنایا گیا مدعا یہ کہ روس آیا تو اتنی دیر میں ہم خود آجائیں گے۔ بھارت نے حملہ کیا تو خود بھگتو۔ آپ نے دیکھا کہ ہر جنگ میں یہی ہوا۔

بھارت کے ساتھ امریکہ اور یورپ نے کبھی تعلقات میں کمی نہیں کی۔ حالانکہ وہ سوویت یونین کا حلیف تھا اور غیر جانبداری کے نام پر تیسری دنیا کے بیشتر ملکوں کو سوویت لائن پر لگائے رکھتا تھا۔

حد یہ کہ اس نے سوویت یونین کے ساتھ فوجی معاہدہ کر کے پاکستان پر حملہ کیا لیکن امریکہ نے پاکستان کو دو لخت کرنے میں ان کی مدد کی۔ دشمنی کی اس سے بڑی مثال کیا ہو سکتی ہے؟ کہ اپنے دشمن سے اپنے حلیف کی گردن کٹوادی جائے۔

پھر جب افغانستان کا سوال پیدا ہوا تو پاکستان پھر یاد آیا۔ ہم تو نالائق تھے دوبارہ حاضر ہو گئے لیکن تاریخ کسی کو معاف نہیں کرتی۔ جہاد افغانستان وہ موسیٰ بن گیا جس نے امریکی فرعون کے گھر میں پرورش پانا شروع کی۔

اسلام کے حقیقی دشمن نے جب کمیونزم کے خلاف اسلامی دنیا کو منظم کرنے کے لئے اس کے دوست کا روپ دھارا تو ساتھ ہی یہ اندیشہ بھی پیدا ہوا کہ یہ پسماندہ مگر پرعزم لوگ حقیقی اسلام کی طرف چلے گئے تو کمیونزم کے بجائے ہم پر نہ چڑھ دوڑیں؟ یہ پسماندگی برقرار رکھنے کے لئے بڑے اہتمام کئے گئے۔

بیشتر حالتوں میں آمریتیں مسلط کر کے رکھی گئیں۔

ایسے مذہبی اداروں کو فنڈز دیئے گئے جو مسلم معاشروں میں سیاست اور مذہب کے نام پر نفاق پیدا کریں اور انہیں منظم نہ ہونے دیں۔

ان کا تنظیمی نظام بہر قیمت تباہ کیا جائے۔ دین و سیاست کو الگ کرنے کے تصور دیئے گئے اور کمیونزم کے خلاف اپنا مقصد نکالنے کے لادینیت کے نام پر بر بنائے عقیدہ اس کی مخالفت منظم کی گئی۔ اسلام کے نام پر ایسے گروہوں کی مالی مدد کی گئی جو معاشروں کی تنظیم و ترقی میں مزاحم ہوتے رہیں۔ میں نام لے کر کسی کا دل نہیں دکھانا چاہتا۔ اب تو وہ خود زخم خوردہ ہیں اور کمیں گاہ کی طرف دیکھ کر اپنے ہی دوستوں سے ملاقات کر چکے ہیں۔ لیکن خود اپنے ملک میں ان حقیقی دشمنوں کی وہ کارروائیاں یاد کر لیں جو اس نے بطور حلیف یہاں پر اپنے زیر اثر بلکہ فریب خوردوں کے ذریعے منظم کیں۔

تعلیمی اداروں میں بدنظمی پیدا کر کے نظام درہم برہم کر دیا گیا۔ یہ وہ نقصان ہے جس کی ہم نصف صدی تک تلافی نہیں کر پائیں گے اور اگر بیرون ملک سے تعلیم یافتہ محب الوطن پاکستانیوں کو واپس لانے کے لے کوئی مؤثر کارروائی نہ ہوئی تو اگلے بیس برس میں ہنر اور اہلیت کے اعتبار سے افریقی معیار کا ملک بننے کے لئے تیار رہیے۔

دوسری طرف مذہب کے نام پر صرف ماضی کے اوراق کی الٹ پھیر کرنے والے مدرسوں کو مدد دی گئی تا کہ ان میں صرف "روبوٹ" تیار ہوں۔ جو ایک اشارے پر بوقت ضرورت سماجی نظام کو درہم برہم کر سکیں۔ یہاں مجھے مولانا مفتی محمد شفیع کا تحریر کردہ ایک واقعہ یاد آرہا ہے جو اس کالم کی خاطر مطالعے کے دوران نظر سے گزرا۔ فرماتے ہیں۔

"ایک اہم واقعہ بھی آپکے گوش گزار کروں جو اہم بھی ہے اور عبرت خیز بھی۔ قادیان میں ہر سال ہمارا جلسہ ہوا کرتا تھا اور سیدی حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی اس میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔ ایک سال اسی جلسہ پر تشریف لائے میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ایک صبح نماز فجر کے وقت اندھیرے میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت سر پکڑے ہوئے بہت مغموم بیٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا حضرت کیسا مزاج ہے؟

کہا ہاں! ٹھیک ہی ہے میاں! مزاج کیا پوچھتے ہو؟ عمر ضائع کر دی"۔

میں نے عرض کیا "حضرت! آپ کی ساری عمر علم کی خدمت میں دین کی اشاعت میں گزری ہے ہزاروں

آپ کے شاگرد علماء ہیں مشاہیر ہیں جو آپ سے مستفید ہوئے اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ کی عمر اگر ضائع ہوئی تو پھر کس کی عمر کام میں لگی؟

فرمایا: "میں تمہیں صحیح کہتا ہوں عمر ضائع کر دی!"

میں نے عرض کیا "حضرت کیا بات ہے؟"

فرمایا: "ہماری عمر کا ہماری تقریروں کا ہماری ساری کدو کاوش کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ دوسرے مسلکوں پر حنفیت کی ترجیح قائم کر دیں امام ابو حنیفہؒ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں اور دوسرے ائمہ کے مسائل پر آپ کے مسلک کی ترجیح ثابت کریں۔ یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا۔ تقریروں کا اور علمی زندگی کا۔۔۔۔ اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی؟ ابو حنیفہؒ ہماری ترجیح کے محتاج ہیں کہ ہم ان پر کوئی احسان کریں؟ ان کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام دیا ہے وہ مقام لوگوں سے خود اپنا لوہا منوائے گا۔ وہ تو ہمارے محتاج نہیں۔۔۔۔ اور امام شافعیؒ مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ اور دوسرے مسلک کے فقہاء جن کے مقابلے میں ہم یہ ترجیح قائم کرتے آئے ہیں کیا حاصل ہے اس کا؟ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم زیادہ سے زیادہ اپنے مسلک کو صواب محتمل الخطاء (درست مسلک جس میں خطاء کا احتمال موجود ہے) ثابت کر دیں اور دوسرے مسلک کے "خطاء محتمل الصواب" (غلط مسلک جس کو حق ہونے کا احتمال موجود ہے) کہیں اس سے آگے کوئی نتیجہ نہیں ان تمام بحثوں اور تحقیقات کا جن میں ہم مصروف ہیں"۔

پھر فرمایا: "ارے میاں! اس کا تو کہیں حشر میں بھی راز نہیں کھلے گا کہ کونسا مسلک صواب تھا اور کونسا خطاء۔ اجتہادی مسائل صرف یہی نہیں کہ دنیا میں ان کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں بھی ہم تمام تر تحقیق و کاوش کے بعد یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی صحیح ہے اور وہ بھی صحیح یا یہ کہ یہ صحیح ہے لیکن احتمال موجود ہے کہ یہ خطا ہو اور وہ خطا ہے اس احتمال کے ساتھ کہ صواب ہو۔ دنیا میں تو یہ ہے ہی قبر میں بھی منکر نکیر نہیں پوچھیں گے کہ رفع یدین حق تھا یا ترک رفع یدین حق تھا؟ آمین بالجہر حق تھی یا بالسر حق تھی؟ برزخ میں بھی اسکے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا اور قبر میں بھی یہ سوال نہیں ہو گا"۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ تھے۔

"اللہ تعالیٰ شافعیؒ کو رسوا کرے گا نہ ابو حنیفہؒ کو نہ مالکؒ کو نہ احمد بن حنبلؒ کو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے علم کا انعام دیا ہے۔ جن کے ساتھ اپنی مخلوق کے بہت بڑے حصے کو لگا دیا ہے۔ جنہوں نے نور ہدایت چہار سو پھیلایا ہے۔ جن کی زندگیاں سنت کا نور پھیلانے میں گزریں۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو رسوا نہیں کرے گا۔ کہ وہاں میدان حشر میں کھڑا کر کے یہ معلوم کرے کہ ابو حنیفہ نے صحیح کہا تھا یا شافعی نے غلط کہا تھا؟ اس کے برعکس یہ نہیں ہو گا۔۔۔۔ تو جس چیز کو نہ دنیا میں کہیں نکھرنا ہے نہ برزخ میں نہ محشر میں اسی کے پیچھے پڑ کر ہم نے اپنی عمر ضائع کر دی۔ اپنی قوت صرف کر دی اور جو صحیح اسلام کی دعوت تھی مجمع علیہ اور سبھی کے مابین جو مسائل متفقہ تھے اور دین کی جو ضروریات سبھی کے نزدیک اہم تھیں جن کی دعوت انبیاء کرام لے کر آئے تھے۔ جن کی دعوت کا عمومی حکم دیا گیا تھا اور وہ منکرات جن کو مٹانے کی کوشش ہم پر فرض کی گئی تھی۔ آج یہ دعوت تو نہیں دی جا رہی۔

یہ ضروریات [illegible] تو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو رہی ہیں اور اپنے و اغیار ان کے چہرے کو مسخ کر رہے ہیں۔ اور وہ منکرات جنہیں [illegible] نے میں ہمیں لگے ہونا چاہیئے تھا وہ پھیل رہے ہیں۔ گمراہی پھیل رہی ہے۔ الحاد آرہا ہے، شرک و بت پرستی چل رہی ہے، حرام و حلال کا امتیاز اٹھ رہا ہے لیکن ہم لگے ہوئے ہیں ان فرعی و فروعی بحثوں میں"۔

ایک سچے، دیندار اور امت کی محبت میں سرشار عالم دین کے یہ لفظ دل کو درد سے بھر دیتے ہیں۔ [illegible] یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ دین اسلام کا عالم بنیاد پرست ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ تو ہمارے ساتھ خباثت کی [illegible] ہے کہ عیسائیت کی تاریخ میں تہذیب و ترقی کے دشمنوں کے لئے جو اصطلاح جائز طور پر استعمال ہوئی اسے ہمارے علماء کے سر منڈھ دیا گیا۔ ان کے تو معاندانہ سیاسی مقاصد ہیں۔ ہم اس فریب میں کیوں آئیں۔

اس کے بعد ایک اور چیز دیکھیں کہ ایوب خان جنہیں سیاسی نظام درہم برہم کر کے پاکستان کو پسماندہ رکھنے کی خاطر لایا گیا تھا ان کے دور میں پاکستان صنعتی ترقی کی راہ پر گامزن ہوا تو وہی مذہبی پارٹی ان کی مخالفت میں سرگرم ہو گئی۔ ستم یہ کہ بعد میں ترقی پسندی کے نام پر بھٹو صاحب بھی اسی کام پر لگے۔ جنوبی کوریا بھی حلیف تھا۔ اس کی ترقی گوارا کر لی گئی۔ لیکن پاکستان چونکہ مسلم ملک تھا اس کی صنعتی ترقی کا پہیہ الٹا گھمانے کا فیصلہ کیا گیا۔ بتانا یہ تھا کہ بظاہر مغرب ہمارا حلیف تھا۔ حقیقت میں دشمن تھا اور ہے ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں دھماکے کرنے والے گرنیاڈا سے لے کر پاناما تک کہیں سے بھی آسکتے تھے۔ لاطینی امریکہ کے ڈرگ لارڈز کیا نہیں کر سکتے؟ خود نیویارک کے اندر ابھی سب سے بڑا مافیا چیف قابو کیا گیا ہے۔ وہ واردات کرا سکتا ہے۔ لاس اینجلز میں اتنی قتل و غارت گری ہوئی وہاں کا کوئی تباہ حال انتقامی کارروائی کر سکتا تھا۔ لیکن پولیس کی طرف سے کسی قسم کی تحقیق بلکہ اشارے سے بھی پہلے سارے میڈیا نے مسلمانوں ہی کا نام کیوں لیا؟ اور پھر میڈیا کی "ہدایات" کے مطابق ساری تفتیش کا رخ مسلمانوں کی طرف ہی کیوں ہو گیا؟

بشکریہ روزنامہ "نوائے وقت" ملتان

تحریک آزادی کے نامور رہنما اور صاحب طرز ادیب مفکر احرار چودھری افضل حق کی خودنوشت سوانح

میرا افسانہ

چالیس برس بعد دوبارہ شائع ہو گئی ہے

○ میرا افسانہ ○ ایک عہد اور ایک زمانے کی سوانح ○ آزادی کے مجاہدوں کا تذکرہ

کمپیوٹر کتابت، اعلیٰ طباعت، خوبصورت جلد صفحات ۲۰۸ قیمت ۱۱۰ روپے